سید فضل الرحمٰن

ہادیٔ اعظم ﷺ کا سفرِ آخرت

مرض کی ابتداء: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آ کر مدینہ منورہ میں قریباً تین ماہ یعنی ذی الحجہ کا بقیہ حصہ اور محرم وصفر میں مقیم رہے، اسی دوران آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا امیر بھی مقرر فرمایا، پھر ایک روز جبکہ ماہ صفر کی دوراتیں باقی تھیں یا یکم ربیع اوّل تھی۔ آپ ﷺ رات کے وقت جنت البقیع تشریف لے گئے اور اسی روز صبح کو آپ ﷺ کے مرض کی ابتداء ہوئی (۱)۔ پہلے آپ ﷺ کو سر میں درد کی شکایت ہوئی پھر تیز بخار ہوگیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کپڑے کے اوپر سے آپ ﷺ پر ہاتھ رکھا تو آپ ﷺ کے بخار کی تپش کو محسوس کیا۔ میں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس قدر شدید بخار کسی کا نہیں دیکھا، جس قدر شدید بخار میں آپ مبتلا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح ہمارا اجر بھی زیادہ ہوگا، لوگوں میں سے سب سے زیادہ ابتلاء انبیاء پر آتا ہے، پھر صالحین پر (۲)۔

ابن سعد نے حضرت علی اور بیہقی نے محمد بن قیس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کی بیماری کا آغاز بدھ کو ہوا اور وفات تک آپ ﷺ کل ۱۳ روز بیمار رہے۔ (۳) اس کے علاوہ سلیمان تیمی اور خطابی سے ہفتے کا دن اور امام لیث بن سعد سے پیر کا دن اور تاریخ ۲۱ صفر منقول ہے (۴)۔

آپ ﷺ کی مرض کی ابتداء سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوئی اور اس کے بعد آپ ﷺ ان کے پاس سات روز تک مقیم رہے (۵)۔

علالت کے باوجود آنحضرت ﷺ از راہِ عدل وکرم، باری باری ازواج مطہرات کے یہاں تشریف لے جاتے رہے۔ جب مرض زیادہ شدید ہوگیا تو آپ ﷺ کے منشاء کے مطابق تمام ازواج مطہرات نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر بیماری کے ایام گزارنے کو اختیار کرلیا (۶) چنانچہ آپ ﷺ دوافراد کے سہارے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے چلتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، ان میں سے ایک فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ (۷)

بخاری شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا کہ یہ اسی زہر کا اثر ہے، جو میں نے خیبر میں کھایا تھا (۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی عادت

شریفہ یہ تھی کہ جب آپ ﷺ بیمار پڑتے تو یہ دعا پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ جسم مبارک پر پھیر لیتے تھے۔
اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْھَبِ الْبَاْسَ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ ، لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُکَ، شِفَآءً لَّایُغَادِرُ سَقَمًا۔
''اے انسانوں کے پالنے والے! تکلیف کو دور فرما دے، تو ہی شفا دینے والا ہے اور اسی شفا کا نام شفا ہے جو تو عطا فرماتا ہے۔ ایسی صحت عطا فرما کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہے'' (۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بیماری کے دنوں میں، میں نے یہ دعا پڑھ کر آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں پر دم کر کے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر پھیرنا چاہا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ ہٹا لئے اور فرمایا اللھم اغفر لی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ (۱۰)

صحابہؓ کو آپ ﷺ کی وصیتیں: بیہقی، بزار، ابن جریر، ابن سعد اور طبرانی وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی طبیعت جب خراب ہونا شروع ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ہمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بلایا، پس جب آپ ﷺ نے ہمیں دیکھا تو اشک بار ہو گئے اور فرمایا کہ جدائی کا وقت آیا ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنی وفات کی خبر دی، پھر فرمایا:

''اللہ تمہیں خوش رکھے، اللہ تمہیں ہدایت دے، اللہ تمہاری نصرت فرمائے، اللہ تمہیں نفع دے، اللہ تمہیں (نیک کاموں کی) توفیق دے، اللہ تمہیں راہِ راست پر رکھے، اللہ تمہیں (برائیوں اور آزمائشوں سے) بچائے، اللہ تمہاری مدد فرمائے۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، میں اللہ کی طرف سے تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں، تمہیں اللہ کے بندوں اور اس کے شہروں میں ہرگز تکبر نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اور تمہارے لئے فرما دیا ہے کہ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ (۱۱) ''یہ آخرت کا گھر ہم ان کو دیں گے جو زمین میں نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ فساد مچاتے ہیں، اور (اچھا) انجام تو متقیوں کیلئے ہی ہے''۔

اور فرمایا: اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ (۱۲) ''کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانہ نہیں ہے''؟

ہم نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ کی وفات کب ہوگی''؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''موت کا وقت قریب ہے اور میں (عنقریب) اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانے والا ہوں اور سدرۃ المنتہیٰ، جنتِ ماویٰ، بہشت بریں اور فرش اعلیٰ کے پاس جانے والا ہوں''۔

ہم نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ کو غسل کون دے گا''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے اہل بیت میں سے جو میرے زیادہ قریب ہیں، ان بہت سے فرشتوں کے ساتھ جو تمہیں دیکھتے ہوں گے مگر تم انہیں نہ دیکھ سکو گے''۔

ہم نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ!'' آپ کو کن کپڑوں پر کفن دیا جائے''؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے انہی کپڑوں میں یا

اگر تم چاہو تو یمنی چادر یا مصر کے سفید کپڑے میں''۔

پھر ہم نے پوچھا کہ ''آپ پر یا رسول اللہ ﷺ نماز کون پڑھائے گا''؟ اس پر آپ ﷺ اشک بار ہو گئے اور ہم بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر کرو، اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور اپنے نبی کی طرف سے تمہیں جزائے خیر عطاء فرمائے، جب تم مجھے غسل اور کفن دے دو تو مجھے چار پائی پہ رکھ کر میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا اور پھر کچھ دیر کیلئے وہاں سے ہٹ جانا کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر نماز میرے دوست اور حبیب جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے، ان کے بعد میکائیل علیہ السلام اور پھر اسرافیل علیہ السلام نماز پڑھیں گے، ان کے بعد ملک الموت پڑھیں گے جن کے ساتھ ملائکہ کا بہت بڑا لشکر ہوگا، اس کے بعد میرے گھر کے مرد نماز پڑھیں، پھر گھر کی عورتیں، اس کے بعد تم سب گروہ در گروہ اور تنہا تنہا داخل ہونا اور نماز پڑھنا اور مجھے رونے، فریاد کرنے اور چیخنے چلانے کی آوازوں سے اذیت نہ پہنچانا، جو لوگ موجود نہیں ہیں ان تک میرا سلام پہنچا دینا اور گواہی دینا کہ جو لوگ آج سے لے کر قیامت تک دین اسلام میں داخل ہوں گے اور دین کے معاملے میں میری پیروی کریں گے، ان پر میرا اسلام ہے''۔

پھر ہم نے پوچھا کہ ''آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا''؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے اہل بیت میں سے جو مجھ سے زیادہ قریب ہیں، ان بہت سے ملائکہ کے ساتھ جو تمہیں تو دیکھتے ہوں گے مگر تم انہیں نہ دیکھ سکو گے''۔ (۱۳)

مرض الموت کا خطبہ: وفات سے پانچ دن پہلے جب آپ ﷺ کی طبیعت زیادہ خراب تھی، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پانی کی سات مشکیں آپ ﷺ پر ڈالی جائیں۔ غسل کے بعد آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک خطبہ ارشاد جو آپ ﷺ کی زندگی کا آخری خطبہ تھا۔ (۱۴)

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے شہداء اُحد کا ذکر فرمایا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پھر مہاجرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ...... میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم وجان ہیں، انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کر دیں لیکن انہیں اس کا جو بدلہ (جنت) ملنا چاہیے تھا وہ ملنا ابھی باقی ہے۔ پس اور لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے۔ اس لئے تم ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو، ان میں سے جو محسن اور نیکو کار ہو، اس کے ساتھ احسان کرو اور ان میں سے جو غلطی کرے اس سے درگزر کرو۔ (۱۵)

پھر فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا، اللہ کے پاس جو کچھ ہے، اسے قبول کرے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ ﷺ تو ایک شخص کا واقعہ بیان کر رہے ہیں، یہ رونے کی کونسی بات ہے؟ مگر راز دار نبوت سمجھ گئے تھے کہ وہ بندہ خود رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی تقریر جاری رکھی اور مسجد کی طرف لوگوں کے جتنے دریچے کھلے ہوئے تھے، ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ابوبکر کے دریچے کے سوا سب دریچے بند کر دیئے جائیں۔ جان و مال، محبت و رفاقت کے

اعتبار سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا، ابوبکرؓ سے بڑھ کر میرا کوئی محسن نہیں۔ جس جس نے میرے ساتھ کوئی احسان کیا، میں نے اس کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکرؓ کے کہ اس کا صلہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہی اس کو دے گا۔ اگر میں اپنے پروردگار کے سوا اپنی امت میں سے کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا، لیکن دوستی کیلئے اسلام کا رشتہ جو افضل و برتر ہے، کافی ہے۔ (۱۶)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب انصار رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا مرض بڑھ رہا ہے تو وہ مسجد میں جمع ہو گئے اور انہیں آنحضرت ﷺ کی وفات کا خوف ہوا۔ یہ دیکھ کر حضرت فضل رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور انہیں اس امر سے آگاہ کیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور یہی بیان دیا، ان کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، پھر حضور ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت فضلؓ کے سہارے گھر سے نکلے۔ حضرت عباسؓ آپ کے سامنے تھے۔ آپ ﷺ نے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور پاؤں گھسیٹ کر چل رہے تھے۔ آپ ﷺ مسجد میں آ کر منبر کی نچلی سیڑھی پر بیٹھ گئے اور لوگ آپ ﷺ پر ہجوم کرنے لگے آپ ﷺ نے حمد وثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے نبی کی وفات کا خوف کر رہے ہو؟ کیا مجھ سے قبل مبعوث ہونے والے انبیاء کرام میں سے کوئی ہمیشہ رہا ہے جو میں تم میں ہمیشہ رہوں گا؟ آگاہ ہو جاؤ! میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم بھی اپنے رب سے ملنے والے ہو، سو میں تمہیں مہاجرین اوّلین کے متعلق بھلائی کی وصیت کرتا ہوں اور میں مہاجرین کو بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ ان کے بارے میں جو ان کے مابین ہے۔ کیونکہ اللہ فرمایا ہے:

''قسم ہے زمانے کی، یقیناً انسان خسارے میں ہے، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور آپس میں ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کرتے رہے'' (۱۷)

اور تمام معاملات اللہ کے حکم سے چلتے ہیں، کسی معاملے میں (اللہ کی طرف سے) تاخیر تمہیں حد سے تجاوز کرنے پر نہ ابھارے، کیونکہ اللہ عزوجل کسی کے جلدی کرنے سے جلدی نہیں کیا کرتا اور کون ہے جو اللہ پر غالب آ سکے اور کون ہے جو اللہ کو دھوکہ دے سکے؟

''پھر اگر تم کنارہ کش رہو تو تم سے یہی توقع ہے کہ تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنی قرابتیں توڑ ڈالو'' (۱۸)

میں تمہیں انصار کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ انہوں نے تم سے پہلے مدینہ کو اپنا وطن بنایا اور اپنے گھروں میں جگہ نہیں دی؟ کیا انہوں نے اپنی احتیاج کے باوجود تمہیں اپنے آپ پر ترجیح نہیں دی؟ آگاہ ہو جاؤ! جو شخص دو افراد کے مابین فیصلہ کرنے پر مامور ہو تو اسے چاہیے کہ ان کی اچھائیاں قبول کرے اور ان کی برائیوں سے درگزر کرے۔ خبردار! تم انصار کی حق تلفی نہ کرنا، آگاہ ہو جاؤ! میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور تم (عنقریب) مجھ سے ملنے والے ہو، آگاہ ہو جاؤ! تم نے حوض کوثر کا وعدہ کیا گیا ہے، سو جو کوئی وہاں پر مجھ سے ملاقات کا متمنی ہے، اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ اور

زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھے، اے لوگو! بلاشبہ گناہ نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں، جب لوگ نیک ہوتے ہیں تو ان کے حکمران بھی نیک ہوتے ہیں اور جب لوگ برے ہو جاتے ہیں تو ان کے حکمران بھی نافرمان ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی (۱۹)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تو اس وقت آپ ﷺ کے سر مبارک پر پٹی بندھی تھی اور یہ آپ ﷺ کا سب سے آخری خطبہ تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ منبر سے اتر کر حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے (۲۰)۔

ایک اور خطبہ: حضرت فضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے فضل! میرا ہاتھ پکڑ لو، پھر میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ منبر تک پہنچ گئے اور پھر اس پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو آواز دے کر جمع کر لو۔ میں نے لوگوں کو جمع کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! میرا تمہارے پاس سے چلے جانے کا زمانہ قریب آ گیا، اس لئے جس کی کمر پر میں نے مارا ہو تو میری کمر موجود ہے، وہ بدلہ لے لے۔ آگاہ ہو جاؤ! اور جس کسی کو میں نے برا بھلا کہا ہو وہ مجھ سے بدلہ لے لے، جس کا کوئی مالی مطالبہ مجھ پر ہو تو میرا مال حاضر ہے، وہ اس مال سے بدلہ لے لے۔ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ مجھ سے بدلہ لینے سے میرے دل میں بغض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! بغض رکھنا نہ میری طبیعت میں ہے، نہ میرے لئے موزوں ہے۔ خوب سمجھ لو! کہ تم میں سے وہ شخص مجھے بہت محبوب ہے جو مجھ سے اپنا حق وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہ کے یہاں بشاشتِ قلب کے ساتھ جاؤں۔ میں اپنے اس اعلان کو ایک دفعہ کہہ دینے پر اکتفا کرنا نہیں چاہتا، میں تم میں دوبارہ بھی اس کا اعلان کروں گا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اتر آئے اور ظہر کی نماز ادا کی، پھر آپ ﷺ دوبارہ منبر پر تشریف لے گئے اور وہی اعلان فرمایا نیز بغض کے متعلق بھی مضمون بالا کا اعادہ فرمایا، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! جس کے ذمے کوئی حق ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس حق کو ادا کر دے اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے، آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے۔

پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرے تین درہم آپ کے ذمے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں نہ اس کو قسم دیتا ہوں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ (یہ درہم) کیسے ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا کہ ایک دن ایک سائل آپ ﷺ کے پاس آیا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ تین درہم اس کو دے دو۔ اس کے بعد ایک اور صاحب اٹھے، انہوں نے عرض کیا کہ میرے ذمہ تین درہم بیت المال کے ہیں، میں نے خیانت سے لے لئے تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تو نے کیوں خیانت کی تھی؟ اس نے عرض کیا کہ اس وقت مجھے سخت

احتیاج تھی۔ حضور ﷺ نے حضرت فضلؓ سے فرمایا، ان سے وصول کرلو۔ اس کے بعد پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ کھڑا ہو جائے، میں اس کیلئے دعا کر دوں گا، پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! واللہ! میں بہت جھوٹا ہوں اور میں منافق ہوں اور بہت سونے والا ہوں۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی: یا اللہ! اس کو سچائی عطا فرما، ایمان (کامل) عطا فرما اور نیند کی زیادتی سے اس کو صحت بخش دے۔ اس کے بعد ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں جھوٹا ہوں، منافق ہوں، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو نہ کیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ اپنے گناہوں کو پھیلاتے ہو۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اے خطاب کے بیٹے (عمر) چپ رہو! دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے، اس کے بعد احوال کو بہتر بنا دے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کوئی بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر میرے ساتھ اور میں اس کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہے، چاہے وہ کہیں بھی ہو۔ پھر ایک اور صاحب اٹھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں بزدل ہوں، زیادہ سوتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی۔ حضرت فضلؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہم دیکھتے تھے کہ ان کے برابر کوئی بھی بہادر نہ تھا اور وہ ہم میں سب سے کم سونے والا تھا۔

پھر حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح عورتوں کے مجمع میں فرمایا تھا۔ پھر فرمایا جس پر کسی چیز کا غلبہ ہو اس کو چاہیے کہ وہ ہمیں بتا دے، ہم اس کیلئے دعا کریں گے۔ پس ایک صحابیہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اپنی زبان سے عاجز ہوں، حضور ﷺ نے ان کیلئے بھی دعا فرمائی (۲۱)۔

حضرت ابوبکرؓ کی امامت: جب تک طاقت رہی آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لا کر نماز پڑھاتے رہے، آخری نماز (تسلسل کے اعتبار سے) جو آپ ﷺ نے پڑھائی وہ جمعرات کے روز مغرب کی نماز تھی۔ اس کے چار روز بعد آپ ﷺ کا وصال ہو گیا (۲۲)۔ جمعرات ہی کے روز عشاء کے وقت مرض میں شدت آ گئی تھی۔ لوگ دیر تک انتظار کرتے رہے، آخر جب مرض میں افاقہ نہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری طرف سے ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! حضرت ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ لہٰذا آپ ﷺ حضرت عمرؓ کو نماز پڑھانے کیلئے کہہ دیں۔ آپ ﷺ نے تاکید کی اور اصرار کے ساتھ فرمایا کہ ابوبکرؓ کو حکم دو وہ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی (۲۳)۔

ہفتہ یا اتوار کے روز مرض میں کمی ہوئی تو آپ ﷺ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سہارے مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ اس وقت ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ ﷺ کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹے، آپ ﷺ نے اشارے سے روکا اور پھر ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ اب آپ ﷺ امام تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور باقی نمازی حضرات ابوبکرؓ کی تکبیروں پر نماز ادا کر رہے تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ مسجد نہیں

جا سکے۔(۲۴)

نماز کے بعد خطبہ: ابن اسحٰق، ابن سعد اور بلاذری نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر بلند آواز سے خطاب فرمایا: آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! آگِ (دوزخ) بھڑکا دی گئی ہے اور فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح چلے آرہے ہیں۔ میری طرف کسی چیز کی نسبت نہ کی جائے، میں نے وہی حلال کیا ہے جو قرآن نے حلال کیا ہے اور وہی کچھ حرام کیا ہے جو قرآن نے حرام کیا ہے ۔اے فاطمہ بنت رسول اللہ، اے صفیہ عمۃ محمد ﷺ اللہ کے پاس بھیجنے کیلئے اپنے لئے عمل کرلو، کیونکہ میں اللہ کے پاس کوئی کام نہ آسکوں گا(۲۵)۔

یوم وصال: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیر کے دن مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا پردہ اٹھا کر صحابہؓ کو دیکھا جو نماز میں صف بستہ کھڑے تھے۔آپ ﷺ نے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ یہ سمجھے کہ آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں، اس لئے وہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں آجائیں۔ حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ قریب تھا کہ مسلمان خوشی کی وجہ سے جو آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر انہیں ہوئی تھی، اپنی نماز کے بارے میں آزمائش میں پڑ جاتے لیکن آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نماز پوری کرو، پھر آپ ﷺ حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا(۲۶)۔

حضرت فاطمہؓ کا رونا اور ہنسنا: دن چڑھا تو آپ ﷺ اپنی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور آہستہ سے ان کے کان میں کوئی بات کہی، جس پر وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی، جس پر وہ ہنسنے لگیں۔ پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کی وفات اسی مرض میں ہو جائے گی۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ دوسری مرتبہ جب آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کی تو یہ فرمایا کہ آپ ﷺ کے گھر کے افراد میں سب سے پہلے میں ہی آپ ﷺ سے جاملوں گی تو اس پر میں ہنسی تھی۔(۲۷)

مال کا صدقہ اور غلام کا آزاد کرنا: آنحضرت ﷺ کے پاس سات دینار تھے جو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوائے تھے۔ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو کہا کہ یہ دینار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دو (تاکہ وہ صدقہ کر دیں) یہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تیمارداری میں مشغول ہوگئیں اور وہ دینار حضرت علیؓ کو نہ دے سکیں تاکہ وہ صدقہ کر دیتے۔ آپ ﷺ جب ہوش میں آئے تو پھر سوال کیا انہوں نے پھر کہا کہ نہیں آپ ﷺ وہ دینار منگوائے اور پھر انہیں شمار کیا، پھر فرمایا کہ تمہارا کیا گمان ہے کہ محمد ﷺ اپنے رب سے اس حال ملے گا کہ اس کے پاس یہ کچھ نہ ہوگا؟ پھر آپ ﷺ نے وہ سب خرچ (صدقہ) کر دیئے، اور اسی روز آپ ﷺ کا وصال ہوگیا(۲۸)۔

اسی طرح آپ ﷺ نے مرضِ وفات میں چالیس غلام آزاد کئے (۲۹)۔ اور دوسری جانب یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع کے بدلے رہن رکھی ہوئی تھی (۳۰)۔

آپ ﷺ کا آخری کلام: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک تھی۔ آنحضرت ﷺ مسواک دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ میں نے ان سے مسواک لے لی اور اسے اپنے دانتوں سے چبا کر اچھی طرح جھاڑنے اور صاف کرنے کے بعد آپ ﷺ کو دے دی۔ آپ ﷺ نے وہ مسواک استعمال کی اور جتنے عمدہ طریقے سے اس وقت آپ ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ اس سے پہلے میں نے آپ ﷺ کو اتنی اچھی مسواک کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مسواک سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ یا انگلی اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا ''فی الرفیق الاعلیٰ'' اسی وقت جسم اطہر سے روح انور پرواز کر گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کا سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا (۳۱)۔

تاریخ وفات: یہ جاں گداز اور روح فرسا واقعہ جس نے دنیا میں نبوت و رسالت کے فیوض و برکات اور وحی ربانی کے انوار و تجلیات کی آمد کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا۔ مشہور قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل کے روز دوپہر کے وقت پیش آیا۔

صحابہؓ پر وفات کا اثر: آنحضرت ﷺ کی وفات کی خبر سے صحابہ کرامؓ کو ایسا ناقابل برداشت صدمہ ہوا کہ وہ اپنے حواس کھو بیٹھے، عقلیں گم ہو گئیں، آوازیں بند ہو گویں، کچھ حیران و سرگرداں تھے۔ کوئی جنگل کو نکل بھاگا، کوئی ششدر ہو کر جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ پر سکتہ طاری تھا۔ وہ آتے جاتے تھے مگر کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت علیؓ بیٹھ گئے تھے۔ ان میں حرکت کی سکت نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی کہ اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو اس کو قتل کر دوں گا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آ گئے (۳۲)۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی قیام گاہ سخ سے گھوڑے پر آئے اور اتر کر مسجد میں داخل ہوئے مگر انہوں نے کسی سے بات نہیں کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں گئے اور پھر آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے۔ اس وقت آپ ﷺ ایک یمنی چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے چہرۂ مبارک کھولا اور جھک کر بوسہ لیا اور رونے لگے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے کہا ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو ایک موت آپ ﷺ نے بخوشی قبول کی۔ آپ ﷺ کی وفات سے وہ چیز منقطع ہو گئی جو انبیاء میں سے کسی کی وفات سے منقطع نہیں ہوئی تھی (یعنی نبوت)۔ آپ ﷺ تعریف سے بڑھ کر ہیں، گریہ وزاری سے بے نیاز ہیں۔ زندگی بھر برگزیدہ رہے اور ایسے عام تھے کہ ہم آپ ﷺ کی نظروں میں برابر تھے۔ اگر آپ ﷺ کی موت آپ ﷺ کے اختیار میں ہوتی تو ہم اپنی جانوں کا نذرانہ آپ ﷺ کی موت کے عوض پیش کر دیتے۔ اگر

آپ ﷺ نے رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی آپ ﷺ ختم کر دیتے۔ پس جس کو ہم خود سے دفع کرنے پر قادر نہیں وہ حالات کا تغیر اور فنا ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں اور ٹلتے نہیں (۳۳)۔

اے اللہ! ہماری طرف سے ان کو سلام پہنچا دے۔ اے محمد ﷺ! آپ ہمیں اپنے رب کے پاس یاد رکھیے! ہمیں اپنے دل میں جگہ دیجیے جو قرار و سکون آپ ﷺ نے چھوڑا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو اس وحشت میں جو آپ ﷺ کے بعد لاحق ہوئی، ہم قائم نہیں رہ سکتے تھے۔ اے اللہ! اپنے نبی کو ہماری طرف سے سلام پہنچا دے اور ان کی یاد کو ہمارے دل و دماغ میں محفوظ رکھ'' (۳۴)۔

پھر آپؓ لوگوں کی طرف نکلے جو شدید اضطراب اور عظیم ملال میں تھے اور آپؓ نے ایک خطبہ دیا۔ زہری نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکرؓ آئے تو حضرت عمرؓ لوگوں سے کچھ کہہ رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ اس وقت یہ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی البتہ وہ ضرور لوٹیں گے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام لوٹ آئے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ بیٹھ جائیے۔ مگر حضرت عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ پھر لوگ حضرت عمرؓ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا (۳۵)۔

حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ ہمارے آقا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کتاب ویسی ہی ہے جیسا کہ (آنحضرت ﷺ نے) بیان کی اور قول وہی ہے جو اللہ نے کہا اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی واضح حق ہے.........طویل کلام میں۔

پھر فرمایا، اے لوگو! جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا (جان لے کہ) بلاشبہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا (وہ جان لے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ، قَدْخَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ . اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُم وَمَن يَنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئاً . وَسَيَجْزِی اللّٰهُ الشّٰاكِرِيْنَ ٥ (٣٦)

''اور محمد ﷺ بھی اللہ کے ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر آپ ﷺ کا انتقال ہو جائے یا آپ ﷺ شہید ہو جائیں تو کیا تم (اپنے دین سے) پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو وہ اللہ کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو انعام دے گا''۔

پھر فرمایا، اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وفات کے بارے میں پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا، لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے وہ چیز پسند کی ہے جو اللہ کے پاس ہے۔ (یعنی آخرت) نہ وہ چیز جو تمہارے پاس ہے (یعنی دنیا) اور اس کے ثواب کیلئے اپنے پاس بلا لیا اور اللہ نے ان کے بعد تمہاری ہدایت کیلئے اپنی کتاب

اور اپنے نبی کی سنت کو تم میں باقی چھوڑا۔ پس جس نے ان دونوں کو مضبوطی سے تھاما (یعنی ان پر پوری طرح عمل کیا) اس نے اچھا کیا اور جس نے ان دونوں میں فرق کیا (یعنی کسی ایک تسلیم کیا اور دوسری کا انکار کیا) اس نے برا کیا۔ لاے ایمان والو! تم انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ۔ تمہارے نبی کی وفات سے شیطان تمہیں گمراہ نہ کر دیا اور اپنے دین سے نہ پھیر دے۔ پس شیطان کے فتنہ میں ڈ آلنے سے پہلے خیر کو جلد لے لو اور خیر میں سبقت کر کے شیطان کو عاجز ولاچار بنادو اور شیطان کو اتنی مہلت نہ دو کہ وہ تم سے آ کر ملے وار تمہیں کسی فتنہ میں مبتلا کر دے (۳۷)

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم ایسا محسوس ہوا کہ جیسے لوگوں کو پہلے سے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب حضرت ابوبکرؓ نے اس آیت کی تلاوت کی تو سب نے آپؓ سے یہ آیت سیکھی۔ اب لوگوں کا یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہ اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا۔

زہری نے بیان کیا کہ پھر مجھے سعید بن مسیبؓ نے خبر دی کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں نے حضرت ابوبکرؓ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا۔ جب میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں سکتے میں آ گیا۔ اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا (۳۸)

غسل: حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ کو غسل دیا اور حضرت فضل بن عباسؓ اور قثم بن عباسؓ کروٹ بدلنے میں مدد دیتے تھے۔ اسامہ بن زیدؓ اور شقرانؓ پانی دیتے تھے، یہ لوگ پردے سے باہر تھے۔ آپ ﷺ کو تین بار بیری کے پانی سے غسل دیا گیا۔ آپ ﷺ کے غسل کیلئے قباء کے غرس نامی کنویں سے پانی لایا گیا تھا، یہ کنواں سعد بن خیثمہ کی ملکیت تھا اور آپ اس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے (۳۹)۔ آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا، کپڑوں کے اوپر ہی پانی ڈالا جاتا تھا اور پھر اوپر ہی سے آپ ﷺ کے جسم اطہر کو ملا جاتا تھا (۴۰)۔

تکفین: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ غسل سے فارغ ہو کر آنحضرت ﷺ کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔ ان میں قمیص اور عمامہ نہ تھا اور وہ لباس جس میں آپ ﷺ کو غسل دیا گیا تھا، اتار لیا گیا۔ (۴۱)

نماز جنازہ: سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ منگل کے روز جب لوگ آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کو ایک تخت پر گھر ہی میں رکھا گیا۔ پھر ایک گروہ حجرہ شریف میں جاتا تھا اور تنہا نماز پڑھ کر باہر واپس آ جاتا تھا۔ کوئی کسی کی امامت نہیں کرتا تھا۔ مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں گئیں۔ عورتوں کے بعد لڑکے گئے۔ (۴۲)

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے صدیق اکبرؓ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہاں جنازہ پڑھو۔ لوگوں نے کہا کہ کس طرح پڑھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ لوگوں کا ایک ایک گروہ داخل ہوا اور اسی طرح تکبیر کہیں اور پھر درود اور دعا کے بعد واپس آ جائیں۔ اسی طرح سب لوگ نماز

پڑھیں۔(۴۳)

تدفین: حضرت عباسؓ اور عکرمہ کی روایتوں میں ہے کہ سوموار کے روز آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا۔اس روز کے بعد والی رات اور منگل کے دن آپ ﷺ کو دفن نہیں کیا گیا بلکہ منگل کے بعد منگل اور بدھ کی درمیانی شب میں آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہی جمہور کا قول ہے۔حضرت علیؓ،حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں صاحبزادوں فضل بن عباسؓ اور قثم بن عباسؓ نے آپ ﷺ کو قبر میں اتارا۔سب کے بعد قثم بن عباسؓ قبر سے باہر نکلے۔ابوطلحہؓ زید بن سہیل انصاری نے آپ ﷺ کے لئے لحد تیار کی۔دوسری روایت میں قثم کی جگہ حضور ﷺ کے غلام صالحؓ کا ذکر ہے۔بعض روایات میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی آتا ہے۔(۴۴)

حوالہ جات

(۱) عیون الاثر ۲/۴۴۵،شامی ۱۲/۲۳۵ (۲) شامی ۱۲/۲۴۰ (۳) طبقات ۲/۳۵۳،شامی ۱۲/۲۳۵ زرقانی ۸/۲۵۵ (۴) زرقانی ایضاً ،شامی ایضاً (۵) شامی ۱۲/۲۳۵ (۶) بخاری ۳/۶۶،ابن ہشام ۴/۲۴۷،عیون الاثر ۲/۴۴۵ (۷) بخاری ۳/۶۷ (۸) بخاری ۳/۶۵ (۹) شامی ۱۲/۲۵۸،مسند احمد ۷/۶۸،ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ (۱۰) بخاری ایضاً،فتح الباری ۸/۱۸۱،۱۷۷ (۱۱) سورہ قصص آیت ۸۳ (۱۲) سورۂ زمر آیت ۶۰ (۱۳) طبقات ۲/۳۷۷ ،سیرت ابن کثیر ۴/۵۰۳،۵۰۲،شامی ۱۲/۲۵۵_۲۵۳ (۱۴) فتح الباری ۸/۱۷۹،عیون الاثر ۲/۴۴۵ (۱۵) بخاری ۲/۲۱۳،مسند احمد ۶/۲۹۵ (۱۶) بخاری ۲/۱۹۶،حلبی ۳/۴۵۸،سیرت ابن کثیر ۴/۴۵۶ (۱۷) سورہ عصر (۱۸) سورۂ محمد آیت ۲۲ (۱۹) حلبی ۳/۴۶۴_۴۶۳،شامی ۲/۲۵۲،زینی ۳/۳۴۱_۳۴۰ (۲۰) سیرت ابن کثیر ۴/۴۵۶ (۲۱) مجمع الزائد ۸/۵۹۶،رقم ۱۴۵۲ (۲۲) بخاری کتاب الصلوٰۃ (۲۳) بخاری ۱/۱۹۱ (۲۴) بخاری ۱/۹۲ (۲۵) طبقات ۲/۳۵۸،شامی ۱۲/۲۴۵ (۲۶) بخاری ۳/۶۷،ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی ذکر مرض رسول ﷺ (۲۷) بخاری ۳/۶۶،ابن ماجہ ایضاً (۲۸) مسند احمد ۲/۲۶۱،شامی ۱۲/۲۵۰ (۲۹) شامی ایضاً (۳۰) فتح الباری ۸/۱۹۱ (۳۱) بخاری ۳/۶۶ (۳۲) روض الانف ۴/۲۷۲،عیون الاثر ۲/۴۴۹،زرقانی ۸/۲۷۹_۲۷۸ (۳۳) بخاری ۳/۶۸ (۳۴) روض الانف ۴/۲۷۲ (۳۵) سیرت ابن کثیر ۴/۴۸۰،حلبی ۳/۴۷۴ (۳۶) آل عمران آیت ۱۴۴ (۳۷) بخاری ۳/۶۸،روض الانف ۴/۲۷۳،جمہرۃ خطب العرب ۱/۱۸۰_۱۷۹ (۳۸) بخاری ایضاً (۳۹) ابن ہشام ۴/۳۶۳،سیرت ابن کثیر ۴/۵۲۰_۵۱۸ (۴۰) بیہقی ۵/۲۴۱ (۴۱) بیہقی ۵/۲۶۴،ابن ہشام ۴/۲۶۳ (۴۲) ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ (۴۳) سیرت ابن کثیر ۴/۵۳۲،شامی ۱۲/۳۳۰ (۴۴) شامی ۱۲/۳۳۶،ابن ماجہ ایضاً